گھریلو زندگی میں بہو کا کردار

میاں انوار اللہ اسلام آباد

معاشرتی زندگی میں خاندانی اکائی بہت اہم اور بنیادی یونٹ ہے۔ ازدواجی تعلقات کی ناخوش گواری کے وائرس نے مسلم سوسائٹی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ مروجہ تعلیم نے عورتوں کو معاشی طور پر خاوند کی کمائی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ یہ بے نیازی لا محدود آزادی کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر طعن و تشنیع شروع ہو جاتی ہے 'جو بڑھتے بڑھتے ''طلاق'' پر پہنچ جاتی ہے۔

خاوند کی بے بسی اور بچوں کا تاریک مستقبل: قلب سلیم رکھنے والا شوہر اپنے اور اپنے بچوں کے مفاد میں یہ انتہائی قدم اٹھانے سے گریز کرتا ہے۔ لیکن بیوی کی لگاتار اور لایعنی خواہشات اور چخ چخ سے عاجز آکر ''طلاق'' کا انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یوں ایک خوشحال گھرانہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ بچوں کو ماں باپ کا پیار نہیں ملتا۔ وہ احساس کمتری اور احساس محرومی کے دلدل میں ہمیشہ کیلئے پھنس جاتے ہیں۔

وکلاء کا طرز عمل: اگرچہ اللہ تعالیٰ نے طلاق و خلع کی اجازت دی ہے۔ لیکن ہم اپنی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے اس اجازت کا اکثر غلط استعمال کر جاتے ہیں۔ معمولی تنازعات کو نمک مرچ چھڑک کر اتنا دردناک بنا دیا جاتا ہے کہ معاملہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے۔ عدالت ڈگری جاری کر دیتی ہے۔ وکیل بھی میاں بیوی کا ناطہ جوڑنے کی بجائے قانونی پیچیدگیوں کا سہارا لے کر طلاق اور خلع دلا کر اپنی فیس کھری کر لیتے ہیں۔ اگر اس دوران چند معززین دونوں اطراف سے مل بیٹھیں تو تنازعات ختم ہو سکتے ہیں۔ کچہریوں کے اخراجات اور رسوائی سے بچا جا سکتا ہے۔ ''طلاق'' اور ''خلع'' کے واقعات میں بہت حد تک کمی ہو سکتی ہے۔

اللہ پاک نے ان تنازعات کو خاندان میں محدود رکھ کر خیر خواہانہ فضا میں حل کرانے کا فارمولا عطا فرمایا ہے: ﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلا حا يوفق الله بينهما ان الله كان عليما خبيرا٥﴾ ''اگر تمہیں میاں بیوی میں مخالفت کا خدشہ ہو جائے تو میاں کے خاندان سے ایک اور بیوی کے خاندان سے ایک فیصلہ ساز فراہم کر دو۔ اگر یہ دونوں نیک نیتی سے اصلاح کی کوشش کریں تو اللہ پاک ان دونوں میں مفاہمت پیدا فرمائے گا 'بیشک اللہ تعالیٰ خوب علم والا' خوب خبر رکھنے والا ہے۔'' (النساء ۳۵)

ذرائع مواصلات کا غلط استعمال: ذرائع مواصلات کی سہولت نے ان مسائل کو اجاگر کرنے میں جلتی پر تیل کا کام کیا

ہے۔ ماضی میں دلہن جلد ہی اپنے سسرال کے ماحول میں گھل مل جاتی تھی۔ لیکن اب فون اور فیکس کی سہولت کی وجہ سے وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب سے مسلسل رابطہ رکھتی ہے۔ ذہنی طور پر وہ اپنے آپ کو "میکے" کا ایک اہم فرد بنائے رکھتی ہے' سسرالی خاندان کا حصہ بننے کو تیار نہیں ہوتی۔ بہت سے ماڈرن والدین بھی اپنی بیٹی کو معقول رویہ اپنانے کا درس نہیں دیتے۔

والدہ کی کم عقلی:- ہمارے ملک میں والدہ اپنی بیٹی کو دلہن بنتے ہی یہ نصیحت کرتی ہے کہ جاتے ہی شوہر کو والدین سے جدا کرنے کی کوشش کرنا' خاوند کی آمدنی اپنے کنٹرول میں کرنا' خاوند کو اپنا مطیع بنانا' اکثر مائیں یہ مقاصد حاصل کرنے کیلئے شرکیہ حربے یعنی جادو' ٹونے اور تعویذ سے بھی اپنی بیٹیوں کی مدد کرتی ہیں۔ یوں یہ گرہستی اپنے بھیانک انجام کا شکار ہو جاتی ہے۔

سسرال والوں کا اندازِ سلوک:- خاوند کے والدین اپنی پسند کی بہو بیاہ کر لاتے ہیں۔ بہو کو پسند کرنے میں رشتہ طے کرنے کے مراحل میں بیٹیوں کا زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔ جب بیٹیاں اپنی رضامندی دے دیں تو پھر رشتہ طے ہوتا ہے۔ اس کے بعد والدین اپنے دولہا بننے والے بیٹے سے رسماً رواجاً رضامندی لیتے ہیں۔ والدین کے یہ ارمان ہوتے ہیں کہ ہم بھی فنکشن کریں' گھر بھر کو بجلی کے قمقموں سے منور کریں' مہمان آئیں' گھر خوشی سے مہک اٹھے۔ انہیں یقین ہوتا ہے کہ: بیٹے کی آئے گی بارات خوشی کے میسر ہونگے لمحات

لیکن پھر خوشی کے ان لمحات کو زندہ و تابندہ بنانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کے بجائے معرض وجود میں آنیوالی فیملی کی راہنمائی اور تعاون سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

چپقلش کی ابتداء:- مہینہ دو مہینہ تو ماحول خاصا خوشگوار رہتا ہے۔ اس کے بعد نندیں اور ساس اپنے اصل روپ میں آنا شروع کر دیتی ہیں' گھر کی فضا میں کشیدگی اور گھٹن کے آثار نمودار ہوتے ہیں' گھر میں دو گروپ بن جاتے ہیں۔ نندیں اور ساس ایک طرف تو بہو (مخالف گروپ) کا جینا حرام کر دیتی ہیں۔ پھر بیٹے (خاوند) کی آمد پر خوب لگائی بجھائی کی جاتی ہے۔ نندیں تائید کرتی ہیں۔ غرض بہو کو اپنے خاوند سے بھی صلواتیں سننا پڑتی ہیں۔ ساس اور نندیں بہو کو عقل سے عاری ثابت کر دیتی ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بہو گھر میں ساس اور نندوں کی غلامی قبول کرے۔ دیہات میں یہ سوچ کچھ اس طرح ہے کہ وہاں بہو کی ضرورت نہیں ہوتی' بلکہ بہو کی صورت میں ایک ان تھک نوکرانی درکار ہوتی ہے جو نہ کھائے پئے' نہ کچھ مانگے' بلکہ ساس' سسر' نند' دیور اور جیٹھ کی بے تنخواہ ملازمہ ہو۔ جاہل مردوں کا یہ ہندوانہ نظریہ دیہات میں پروان چڑھا ہوا ہے۔

خاوند کی غلط سوچ:۔بیوی پاؤں کا جوتا ہے۔جی چاہا تو پہن لیا' ورنہ پھینک دیا۔ اب نیا جوتا لے یعنی طلاق دیدو اور نئی شادی کرلو۔

دیکھا آپ نے! کتنا ظلم ہے ؟ اور کتنی احمقانہ سوچ ہے ؟ حقوق العباد پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں پھر بھی ہم پکے مسلمان ہیں' اہل تقویٰ ہیں 'کون ہے جو اس سوچ کی داد نہ دے ؟!

عورتوں سے حُسنِ سلوک کا حکم:۔﴿یا ایها الذین اٰمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما اٰتیتموهن الا ان یا تین بفاحشة مبینة و عاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل الله فیه خیرا کثیراo﴾ "مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور اس نیت سے انہیں اپنے ہاں روکے نہ رکھنا کہ جو کچھ تم نے دیا ہے' اس میں سے کچھ لے لو۔ ہاں اگر وہ کھلی بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا جائز ہے)۔ اور ان کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو۔ اگر وہ تم کو ناپسند ہوں' تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو' اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کردے" (النساء ۱۹)

مرد عورت پر حاکم ہے:۔﴿الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ الله والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا ان الله کان علیا کبیراo﴾ "مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (مال و عزت) کی خبرداری کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں خوف ہو کہ سرکشی کرنے لگی ہیں تو ان کو سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں) تو پھر ان کے ساتھ سونا بند کردو' اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو۔ اگر اطاعت گزار بن جائیں تو پھر ان کو دُکھ دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو' بے شک اللہ سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے" (النساء ۳۴)

مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہے:۔ ﴿هن لباس لکم وانتم لباس لهن﴾

ترجمہ:۔ "بیویاں اپنے شوہروں کا لباس ہیں اور شوہر اپنی بیویوں کا لباس ہیں۔" (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷)

لباس انسان کو موسم کی شدت سے پناہ دیتا ہے' اور بے پردگی سے بچا کر زینت عطا کرتا ہے۔ اس لئے وہی بیوی اچھی ہے جو دُکھ سکھ میں خاوند کا ساتھ دے اور وہی شوہر اچھا ہے جو بیوی کو گرم سرد زمانے میں تحفظ فراہم کرے۔ لباس

سے ہر انسان کے شعور کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہی بیوی عقل و شعور والی ہے' جو اپنے شوہر کیلئے باعث زینت و فخر ہو اور وہی خاوند عقل والا ہے جو اپنی بیوی کیلئے عزت و آبرو کا باعث ہو۔ دختران اسلام کو پاک صاف رہنے کی عادت اپنانی چاہئے۔ اپنے گھر کو خاوند کی دلچسپی کا مرکز بنائیں۔ جو زیب و زینت عورت اپنے خاوند کیلئے کرتی ہے اس پر بھی اسے اللہ پاک کی طرف سے اجر و ثواب ہے۔ عورت صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے پیار اور نرمی کیساتھ اپنے خاوند کا دل موہ سکتی ہے۔ ہر خاوند کو چاہئے کہ خوب رزق حلال کمائے' خود کھائے اور بیوی کو کھلائے۔ عبادات کی بنیاد اور بارگاہ الٰہی میں قبولیت کیلئے پیٹ میں رزق حلال کے لقمے ہی جانے چاہئیں' ورنہ عبادت کی کوئی قدر و قیمت اللہ کے ہاں نہیں ہے۔

اللہ نے خاوند اور بیوی میں محبت ڈال دی ہے:-﴿ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذلك لایت لقوم یتفکرونo﴾ "اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی ہم جنس عورتیں پیدا کیں تاکہ تم ان سے مل کر آرام حاصل کرو۔ اور تم میں محبت و مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کیلئے ان باتوں میں نشانیاں ہیں" (الروم ۲۱) یاد رہے: ﴿والذین هم لفروجهم حفظونo الا علی ازواجهم اوما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومینo﴾ "آپ صرف اس عورت سے ہی آرام حاصل کر سکتے ہیں جو آپ کی بیوی ہو یا لونڈی ہو۔" (سورۃ مومنون آیت ۵'۶)

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے کوئی بہانہ قبول نہیں:-﴿وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله و رسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله و رسوله فقد ضل ضلالا مبیناo﴾ "اور کسی مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی حکم مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے وہ کھلم کھلا گمراہ ہو گیا" (سورۃ احزاب آیت ۳۶)

کاش ہم نے ننھی سی چڑیا سے کچھ سیکھا ہوتا! آپ نے ننھی سی چڑیا کو اپنا گھونسلا بناتے کئی بار دیکھا ہوگا۔ وہ ایک ایک تنکا چن کر لاتی ہے اور محنت و محبت سے اپنا گھر تیار کرتی ہے۔ یہ گھونسلا اس کی اور اس کے بچوں کی پناہ گاہ ہوتی ہے۔ اگر کبھی چیل جھپٹا مار کر اس کا آشیانہ گرا بھی دے۔ تب بھی چڑیا اور چڑا حوصلہ نہیں ہارتے' از سر نو تعمیر کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ کاش ہم نے ان کے حوصلے' ہمت اور ایثار سے کوئی سبق حاصل کیا ہوتا۔